138048 - بیوی پر ظلم کرنے اور بچی پر خرچ نہ کرنے والی خاوند کی امانت واپس نہ کرنا

سوال

ایک آدمی نے اپنی بیوی کے پاس آٹھ سوڈالرامانت رکھے، اور جب بیوی کو طلاق دے دی تو بیوی نے اسے سات سوڈالر واپس کیے، اب سوڈالر بیوی کے ذمہ ہیں، بطور علم یہ بتانا مقصود ہے کہ خاوند نے بیوی کو اس کے حقوق کی ادائیگی بھی نہیں کی، اور بلکہ بیوی کا بہت سارا مال بھی اڑا لیا، اور ماں کے پاس پرورش پانے والی بیٹی کا خرچ بھی ادا نہیں کیا، بلکہ اس کا لباس بھی اڑا لیا...

اب یہ بتائیں کہ وہ اس سوڈالر کی رقم کا کیا کرے، کیا وہ بیٹی پر خرچ کر دے یا کہ اسے خاوند کو واپس کرنا ہو نگے کیونکہ طلاق کو اس وقت دو برس ہونے کو ہیں ؟

پسندیدہ جواب

اگر کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے ذمہ کوئی حق ہو، اور اس سے وہ اپنا حق نہ لے سکے، اور اس کا مال ہاتھ لگ جائے تو اکثر علماء کرام کہتے ہیں کہ حقدار شخص ہاتھ آنے والے مال میں سے بقدر حق لے سکتا ہے.

اور اس کے جواز کی اس صورت میں اور بھی تاکید ہو جاتی ہے جب اس حق کا کوئی ظاہر سبب ہو مثلا بیوی اور اولاد کا نان و نفقہ.

سنت نبویہ میں اسکی دلیل درج ذیل حدیث میں ملتی ہے :

عائشہ رضی اللہتعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نبی کریم صلی اللہعلیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگی :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایک بخیل آدمی ہے، اگر میں اس کی لاعلمی میںکچھ مال نہ لوں تو میرے اور اولاد کے لیے کافی مال نہیں ملتا ؟

رسول کریم صلیاللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم بہتر اور معروف طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کے لیے کافی ہو"

صحیح بخاری حدیثنمبر(5364) صحیح مسلم حدیث نمبر(1714).

چنانچہ رسول کریمصلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے خاوند کے مال سے اپنا اور اولاد کا نان و نفقہ خاوند کے علم کے بغیر لینے کی اجازت عطا فرمائی.

علماء کرام کے ہاں یہ مسئلہ ہاتھ لگنے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے.

ابن قیم رحمہاللہ کہتے ہیں :

"مسئلہ ظفر میں علماء نے بہت وسیع کلام کی ہے.... کچھ نے تو بالکل منع کیا ہے.... اور کچھ نے درمیانہ راہ اختیار کرتے ہوئے کہا ہے :

اگر اس کا کوئیظاہر سبب ہو مثلا زوجیت یا والدین اور اولاد اور ملک یمین جو انفاق کا موجب ہو تو پھر وہ بغیر بتائے بقدر حق لے سکتا ہے.

لیکن اگر ظاہر سبب نہ ہو مثلا قرض اور فروخت کردہ چیز کی قیمت وغیرہ تو بتائے بغیر لینا جائز نہیں.

اس مسئلہ میں عدل وانصاف پر مبنی قول یہی ہے، اور سنت کے صریح دلائل بھی اس پر دلالت کرتے ہیں؛ اوراس کے قائلین بھی سعادت مند ہیں " انتہی

دیکھیں: اعلام الموقعین (21/4).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایک شخص عمارت کا چوکیدار ہے اور عمارت کا مالک اسے تنخواہ نہیں دیتا، چوکیدار نے مالک کے تین سو ریال پائے تو لے لیے کیا اس کے لیے یہ ریال رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" یہ مسئلہ اہل علم کے ہاں "مسئلہ ظفر" ہاتھ لگنے کا مسئلہ کہلاتا ہے، اور راجح قول کے مطابق جائز نہیں؛ یعنی اگر کسی انسان کا دوسرے شخص پر حق ہو اور وہ اسے اسکا حق ادا نہیں کرتا تو کیا حقدار اس شخص کے مال پر اگر قادر ہو اور اسے مل جائے تو وہ اپنے حق کے مطابق مال لے سکتا ہے یا نہیں؟

ہم کہیں گے کہ اسکے لیے لینا جائز نہیں، لیکن اگر حق کا سبب واضح اور ظاہر ہو مثلا اگر حق نان و نفقہ تھا یعنی اگر خاوند نفقہ نہیں دیتا تو بیوی اس کے مال سے بقدر ضرورت لے سکتیہے.

اور اسی طرح قریبی رشتہ دار بھی اپنے قریبی رشتہ دار کے مال سے بقدر ضرورت اس وقت لے سکتا ہے جب وہ اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے خرچ ادا نہیں کرتا، اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اسی طرح اگر میزبان مہمان کی مہمان نوازی نہیں کرتا تو وہ اس کے لیے بھی لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں فتنہ و خرابی نہ پائی جائے، اور نہ ہی ایسا کرنا عداوت و دشمنی اور بغض و لڑائی کا سبب بنے" انتہی

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (9/322–323).

اس بنا پر اگر بیوی کا کہنا حق ہو کہ خاوند اسے اس کے حقوق نہیں دیتا، اور نہ ہی اس کی بیٹی پر خرچ کرتا ہے تو پھر بیوی کے لیے یہ مال لے کر اپنی بیٹی پر خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم